



## سوال

(34) اسقاط میت جائز ہے یا نہیں؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسقاط میت جائز ہے یا نہ، کیوں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ میت کے گناہ صاف کر دیے جاتے ہیں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اسقاط میت تین وجہوں سے ناجائز ہے۔ اول یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں خیر القرون میں یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں اسقاط کا نام و نشان نہ تھا۔ حالانکہ ہمیشہ اس زمانہ میں مسعود میں اموات ہوتے تھے مگر باوجود اس کے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ سے نہ تابعین سے نہ تبع تابعین سے نہ ائمہ دین سے۔ اگر اس طریق سے گناہ معاف ہوتے ہیں تو کیا ان کو گناہ کی معافی کی ضرورت نہ تھی۔ یا وہ میت کے خیر خواہ نہ تھے، یا ان کو نیک کاموں کا شوق نہ تھا۔ جب یہ سب باتیں تھیں بلکہ ہم سے بڑھ کر وہ ایسی باتوں کا خیال رکھتے تھے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ خیر القرون ہی اس کا ثبوت نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسقاط سے میت کے گناہ نہیں ہوتے اور جب میت کے گناہ معاف نہ ہوئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ((من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار)) (مشکوٰۃ) ”یعنی جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنائے۔“

دوسری وجہ یہ کہ جس کام کی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ضرورت ہو اور اس کے کرنے سے کوئی مانع بھی نہ ہو، پھر اس کو کوئی کرے تو وہ قطعی بدعت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فھو رد)) (مشکوٰۃ) ”یعنی جو ہمارے دین میں نئی بات نکالے وہ مردود ہے۔“ اور ایک روایت ہے کہ ایسا شخص لعنتی ہے۔ بلکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نیا کام دین میں مردود ہے۔ خواہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو پس اسقاط کرنے والوں کو چاہیے کہ یا تو خیر القرون سے اس کا ثبوت دیں یا خدا سے ڈریں اور ایسے کاموں سے باز آئیں جو بجائے ثواب کے خدا کی ناراضگی کا باعث ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ((ان اللہ لا ینظر الی صورکم واماوکم وکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم)) (مشکوٰۃ) ”یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا۔ لیکن تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں دو بات قدر رکھتی ہے، جو دل سے ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ اسقاط میں جب قرآن مجید پھاڑا جاتا ہے تو دل سے میت بخشنے کی نہیں ہوتی، کیوں کہ اگر چکر پورا نہ ہو اور درمیان میں ہی ایک شخص لے کر چلا گیا اور کہے کہ جب مجھے بخش دیا گیا ہے تو میری مرضی کسی کو بخشوں یا نہ۔ اسقاط کرنے والے اس کو برا منائیں گے بلکہ کہیں گے کہ اسقاط نہیں ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ بخشا برائے نام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو ایک طرح کا دھوکہ دینا ہے۔ بھلا ایسے عمل سے اللہ خوش ہو گا یا ناراض۔

بہنئی کی طرف بہت لوگوں حیلوں سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ تمام روپوں کی زکوٰۃ نکال کر ایک گھڑے میں ڈال کر اوپر سے گیہوں سے بھر کر فقیر کو دے جیتے ہیں۔ پھر فقیر کو کہتے ہیں کہ تم ان دونوں کا کیا کرو گے۔ روپیہ دو روپیہ سے ہم کو فروخت کر دو۔ فقیر بے چارے کو کیا معلوم کہ دانوں کے نیچے روپے ہیں۔ وہ بیچارہ روپیہ دو روپیہ غنیمت سمجھ کر بڑی خوشی سے

فروخت کر دیتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری زکوٰۃ ادا ہو گئی، کیوں کہ ایک مرتبہ فقیر کے سپرد کر دی ہے۔ آگے وہ اپنی خوشی سے جس کو چاہے فروخت کر دے اور یہ خیال نہیں کرتے کہ اس دھوکے سے فقیر تو دھوکہ کھا سکتا ہے۔ مگر علام الغیوب تو دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ اب استقاط کرنے والے بھی خدا کو دھوکہ سے خوش کرنا چاہیے ہیں کہ لفظ بخشش کا لہجے ہیں اور اندر نیت نہیں ہوتی۔ مگر یاد رہے کہ جو خدا سے دھوکہ کرے وہ خود دھوکہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **يَتَخَدُّ عِوَانُ اللّٰهِ وَهُوَ خَادِعُهُمْ** "یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتے ہیں اور اللہ ان کو دھوکہ کا بدلہ دیتا ہے۔" یعنی وہ اس فعل کے سبب سے دھوکے میں ہیں۔

(رسالہ بدعات مروجہ کی تردید نمبر ۱۲ از مولانا عبداللہ محدث روپڑی)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05 ص 56-

محدث فتویٰ